سوال

والد کے فوت ہونے کے بعد بڑے بھائی کی چھوٹے بہن بھائیوں پر مالی اور شادی کے متعلق ذمہ داری

جواب

الحمد للہ

اول :

ولایت یا ولی بننا یہ ہے کہ :

کوئی بڑا اور عقل و رشد رکھنے والی شخص کسی دوسرے شخص اپنے سے کم تر کے امور کو سرانجام دے ، اس میں مالی امور بھی شامل ہیں ، تو اس طرح اس کی دو قسمیں ہونگی :

پہلی قسم :

نفس اور جان پر ولایت

دوسری قسم :

مال پر ولایت

نفس پر ولایت میں تربیت اور پرورش کے امور ، اور علاج و معالجہ اور شادی بیاہ کے امور شامل ہیں ، اور اس ولایت کے اسباب میں ایک سبب انوثیت ہے یعنی عورت ہونا

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

فقہاء کے ہاں نفسی ولایت قاصر کے امور پر سلطہ اور نگرانی کہلاتی ہے ، جو اس کی شخصیت اور اس کی جان کے متعلق امور ہوں مثلا اس کی شادی اور تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ اور کام وغیرہ اس کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے قول کو نافذ کرے چاہتے ہوئے بھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی

اس بنا پر فقہاء کا فیصلہ ہے کہ ولایت نفسی کے تین اسباب ہیں :

صغر سنی ، اور جنون و پاگل پن اس میں کند ذہن بھی شامل ہے اور عورت ہونا " انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (168/45) .

اور تعریف میں ان کا یہ قول : وہ چاہے یا نہ چاہے " شادی کرنے کی ولایت پر شامل ہونے کے ساتھ ، جمہور فقہاء کے قول کا اعتبار کرتے ہوئے کہا جائیگا کہ ولی کے لیے اپنی ولایت میں رہنے والی لڑکی کو اپنی مرضی والے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جائز ہے ، لیکن یہ قول ضعیف ہے

دیکھیں : جواب سوال نمبر (47439) .

علماء کرام نے لڑکی اور لڑکے کی ولایت میں فرق کیا ہے ، جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ لڑکی کے خاندان والوں کی اس پر ولایت رہے گی ، اور ان کے لیے لڑکی کا خیال رکھنا حتی کہ بالغ ہونے کے بعد بھی خیال کرنا واجب ہے ، اور شادی کے بعد بھی

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

" احناف کے جب عورت بڑی عمر کی ہوجائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہوجاتی ہے ، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف و خطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے ، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جاسکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں ، ابتدا میں یہی لکھا ہے

اور مالکی کہتے ہیں :

عورت کے بارہ میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی ، حتی کہ شادی تک نفسی ولایت ہوگی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہوگی

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ :

جب بچہ بالغ ہوجائے تو اس کی ولایت ختم ہوجاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ :

اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے ، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آجائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کردے ، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے ، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (8/204-205) .

اولاد کی مسئولیت و ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں ، اور علماء کرام کا تقریبا اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہوجائے ، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے ، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود ہے ، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو

دوم :

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور دادا کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا ولی ہوگا ، لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یا بیٹا یا والد کی جانب سے وصیت کردہ شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہوگا

لڑکی کی ولایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور راجح یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں ، جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے

دوسرا امر مالی ولایت کا معنی یہ ہے کہ :

قاصر شخص کے مالی امور کی نگرانی کرنا یعنی اس کے مال کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ کرنے، اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں، اور یہ چھوٹے بچے اور بچی اور جو مال میں تصرف کا اہل نہیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلا مجنون اور کند ذہن

اور اگر بہن یا بھائی مکلف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی مال میں حسن تصرف رکھتی ہو تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور یتیموں کو پرکھو حتی کہ وہ جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر دیکھو تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین و محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے النساء (6).

بھائی کے لیے بہن کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے

ان اموال اور نفس پر ولی اور نگران بننے والے شخص میں عقل و بلوغت کی شرط ہونا ضروری ہے، اس لیے کسی بچے اور مجنون کے لیے ولایت نہیں ہوگی یعنی وہ ولی نہیں بن سکتا

یہاں تنبیہ کے لیے ایک گزارش ہے کہ :

نفسی ولایت باپ سے دادا کی طرف اور پھر بھائی کی طرف منتقل ہوتی ہے، لیکن مالی ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں :

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہوگا

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا

چوتھا قول :

مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہوگی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اختیار یہی ہے، اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس کو راجح قرار دیا ہے

دیکھیں : الانصاف (324/5).

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"چنانچہ مؤلف یعنی شیخ موسی الحجاوی کہتے ہیں : دادا ولی نہیں، اور بڑا بھائی ولی نہیں، اور چچا ولی نہیں، اور ماں ولی نہیں، لہذا اگر والد کی جانب سے کوئی وصیت کردہ شخص نہ ہو تو یہ ولایت سیدھی حاکم کی طرف منتقل ہو جائیگی، بلاشک یہ محل نظر ہے؛ کیونکہ بچوں کا لوگوں میں سب سے قریبی دادا یا بڑا بھائی یا ان کا چچا ہے

اور اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ :

ولایت اس کو ملے گی جو لوگوں میں اس کا سب سے قریبی ہے، چاہے وہ ماں ہی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عقلمند و ہوشیار ہو کیونکہ اس چھوٹے بچے کی دیکھ بھال مقصود ہے، اور مجنون و

پاگل اور کند ذہن کی دیکھ بھال کرنی ہے، لہذا جب اس کے قریبی رشتہ داروں میں کوئی اس کی دیکھ بھال کرنے والا ہو تو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے، اور ان شاء اللہ حق بھی یہی ہے

اس بنا دادا یا باپ اپنے بیٹے کی اولاد کا ولی ہوگا، اور سگا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کا ولی ہوگا، اور اگر عصبہ موجود نہیں تو ماں اپنے بیٹے کی ولی ہوگی، جی ہاں اگر فرض کیا جائے کہ اس کے رشتہ داروں میں شفقت اور محبت اور نرمی و مہربانی نہیں تو اس وقت ہم حکمران کے پاس جائینگے تاکہ جو حقدار ہے اسے ولی بنایا جائے

دیکھیں: الشرح الممتع علی زاد المستقنع (9/305-306) مختصرا

سوم:

رہا مسئلہ کہ کسی صحابی نے اپنی بہن کا نکاح کیا تھا تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ:

ثابت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کی شادی کی اور اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اس سے عدت میں رجوع نہ کیا اور پھر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ اس کے بھائی کے پاس آکر اس سے شادی کرنے کی درخواست کی تو معقل رضی اللہ تعالی عنہ نے انکار کر دیا چنانچہ اللہ تعالی نے اس میں درج ذیل آیت نازل فرمائی:

اور جب تم تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرۃ (232).

حسن بیان کرتے ہیں مجھے معقل بن یسار نے بتایا کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کر دی تو اس نے اسے طلاق دے دی اور جب اس کی عدت گزر گئی تو وہ شخص میرے پاس آیا اور دوبارہ نکاح کرنے کا کہا تو میں نے اسے کہا:

میں نے تیرے ساتھ اس کی شادی کی تھی، اور اسے تیرے ماتحت کیا تھا، اور تیری عزت کی لیکن تو نے اس کو طلاق دے دی اور اب پھر اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو؟! اللہ کی قسم وہ اب تیری بیوی کبھی نہیں بن سکتی، اور اس شخص میں کوئی حرج نہیں تھا، اور عورت بھی اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہتی تھی تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

اور جب تم تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں، انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے البقرۃ (232).

تو میں نے کہا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اس کی شادی کرتا ہو، وہ بیان کرتے ہیں تو انہوں نے اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کر دی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4837).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولی معتبر ہونے میں یہ سب سے صریح دلیل ہے، وگرنہ اسے روکنے کا کوئی معنی نہیں بنتا، اور اگر اس کو اپنی شادی خود کرنے کا حق حاصل ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کا معاملہ اس کی جانب ہو اس کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی دوسرے نے اسے اس کام سے منع کر دیا ہے، اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی اس کی مخالفت ثابت نہیں

دیکھیں: فتح الباری (187/9).

چہارم:

عورت کے لیے اپنی شادی خود کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کی شادی کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے، وگرنہ اس کا عقد نکاح باطل ہوگا، جمہور علماء کا مسلک یہی ہے، بلکہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے مابین کوئی اختلاف نہیں، ولی کی شرط کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کلام اوپر بیان ہو چکی ہے

واللہ اعلم.